آغا شورش کاشمیریؒ

غداران ختم نبوت کا انجام

جن لوگوں نے تحریکِ تحفظ ختم نبوت پر ظلم کیا تھا
وہ کیونکر مرے اور ان کے ساتھ کیا بیتی

اللہ تعالیٰ سردار عبدالرب نشتر کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ایک دن عند الملاقات راقم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

ختم نبوت کی تحریک (۱۹۵۳ء) کے دوران جن لوگوں نے اقتدار کے زعم میں فدایان محمد ﷺ کا خون بہایا ان کا انجام ورق عبرت ہو گیا۔ انہیں قدرت نے اتنی زبردست سزا دی کہ اس کا تصور کرتے ہوئے جی کانپتا ہے۔ وہ سزا کیا تھی اور عبرت کیا؟ سردار صاحب نے تفصیلات نہیں بتائیں۔ لیکن راقم بعض واقعات سے آگاہ ہے۔ مثلاً قلعہ لاہور میں علماء کو تفتیش کے لئے رکھا گیا تو پولیس کا جو آفیسر ان علماء پر مامور تھا اس نے اتنی گندی زبان استعمال کی کہ ہم ملفوف سے ملفوف الفاظ میں بھی بیان نہیں کر سکتے۔ پھر اس کا جو انجام ہوا ہمارے سامنے ہے۔ اگلے ہی دن اس کی جوان لڑکی تالاب میں ڈوب کے مر گئی۔ قدرت یونہی عبرت سکھاتی ہے۔

ایک دوسرے سپرنٹنڈنٹ پولیس جو ان دنوں سی آئی ڈی میں اپنے سیکشن کے انچارج تھے، ایک مسلح دستہ، پولیس لے کر مال روڈ پر نوجوانوں کو شہید کرتے رہے۔ انہوں نے مال روڈ پر چینی لنچ ہوم کے سامنے دو درجن نوجوانوں کے ایک ہجوم پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانے کی پاداش میں گولیوں کی بارش کروائی۔ کئی ایک نوجوان شہید ہوگئے۔ وہ ان کی لاشوں کو ٹرک میں لاد کر جانے کہاں لے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سپرنٹنڈنٹ پولیس کو چند دنوں ہی میں سزا دی۔ اس کا بیٹا کھیلتا ہوا اس طرح گرا کہ اس کے پیٹ میں شکستہ بوتل کے ریزے چلے گئے اور وہ آناً فاناً رحلت کر گیا۔ وہ ایک ہی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جو خود اپنے حلقوں میں کبھی عزت پیدا نہ کر سکا۔ اس پر پولیس کے اہلکار اور آفیسر بھی لعنت بھیجتے رہے کہ وہ نوکری کے غرور میں اندھا ہو چکا تھا۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ ایک ڈپٹی کمشنر جس نے مسلمان عوام پر تحریک کے چار دنوں میں وحشیانہ ظلم کئے، پاگل ہو گیا تھا پھر بہت دنوں پاگل خانے میں رہا...... یہ تو خیر معمولی افسروں کے واقعات ہیں اور راقم کو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ بعض پولیس آفیسر جو فدایان ختم نبوت کے معاملہ میں فرعون ہو گئے تھے ان کا انجام کیا ہوا اور وہ کس طرح تڑپ تڑپ کر مرتے رہے اور ان کی اولاد پر کیا بیتی؟

ملک غلام محمد ان دنوں گورنر جنرل تھے۔ انہوں نے ہماری ثقہ معلومات کے مطابق شیخ دین محمد

گورنر سندھ کی اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا کہ قادیانی فرقے کو فی الفور اقلیت قرار دیا جائے۔ شیخ صاحب نے اس سلسلہ میں ایک آئینی و دستوری مسودہ تیار کیا۔ الحمدللہ وہ محفوظ ہے، لیکن ملک غلام محمد بعض حادثوں میں سر ظفر اللہ خان کے ساتھی تھے۔ انہوں نے ختم نبوت کے مضمرات پر غور نہ کیا اور وہ قیمتی مسودہ ٹھکرا دیا بلکہ اس جرم میں ایک سازش کے تحت شیخ صاحب کو گورنری سے سبکدوش کر دیا۔ ملک غلام محمد کس طرح مرے سب کو معلوم ہے۔ وہ آخری ایام میں دماغ کے تعطل کا ورق عبرت تھے۔ کسی مسلمان کہلانے والے کی موت اس سے زیادہ عبرت ناک کیا ہو سکتی ہے کہ وہ مر جائے تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے۔ ملک غلام محمد گوروں کے قبرستان میں، دفن کئے گئے اور اب شاید وہ قبر ہی مٹ چکی ہے۔ کسی پھول یا چراغ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی مسلمان انہیں عزت سے یاد نہیں کرتا اور نہ کسی رعایت ان کا عزم سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ وہ خدا و عوام دونوں کے معتوب ہو کر مرے تھے۔

اسکندر میرزا اس زمانہ میں ڈیفنس سیکرٹری تھے۔ وہ ختم نبوت کی تحریک کو کچلنے کے لئے اتنے بے تاب تھے کہ لاہور گورنر ہاؤس میں افسران مجاز سے چیخ چیخ کر پوچھتے کہ مجھے یہ نہ بتاؤ فلاں جگہ امن قائم ہو گیا ہے یہ بتاؤ کہ تم کتنی لاشوں کا مژدہ لائے ہو۔ کوئی گولی ضائع تو نہیں ہوئی۔

اس اسکندر میرزا کے انجام سے ایک دنیا واقف ہے کہ ملک سے نکالا گیا۔ لندن کے ایک ہوٹل میں منیجر ہو گیا۔ پھر وہاں فاحشہ عورتوں کی دلالی کرتا رہا۔ آخر بے بسی میں تذر اجل ہوا تو لحد کے لئے وطن کی زمین نصیب نہ ہوئی، دیار غیر میں مرا اور ایک دوسرے ملک میں قبر کے لئے جگہ ملی۔

یہ واقعات ہم نے اس لئے لکھے ہیں کہ آج بھی سرکاری ایوانوں میں بعض اس قسم کے وزراء و حکام موجود ہیں جنہیں مزدور کے پسینہ سے تو ہمدردی ہے لیکن ختم المرسلین ﷺ کے ناموس سے نہیں۔ ہم انہیں یہی کہیں گے۔

ع...... خدا کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو!

بقیہ صفحہ ۶ سے آگے

زخم جسموں کو کچو کے لگائے۔ عید حضور ﷺ کے طریقے پر نہیں منائی بلکہ کفار و مشرکین کے سے انداز اختیار کر کے اپنے ایمان، عقائد اور اعمال کا حلیہ بگاڑ دیا۔

یقیناً حالات آج بھی بدل سکتے ہیں۔ ہماری وحدت سے انقلاب بھی آسکتا ہے۔ اور سامراج دنیا بھر میں ذلیل و رسوا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم مسلمان فکری، تہذیبی اور عملی طور پر اپنی شناخت بحال کریں۔